تزکیہ وتربیت سے خالی تعلیم کے نقصانات

جناب عتیق الرحمٰن

رب کریم نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت فرماتے ہوئے پہلی وحی جو نازل کی اس میں تعلیم کی اہمیت، اس کے مقاصد اساسیہ اور اس کے حصول کے ذرائع کو شاندار انداز میں بیان کردیا: ’’پڑھ اپنے رب کے نام سے جو پیدا کرنے والا ہے، پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون سے، پڑھ عزت والے رب کے نام سے، وہ جس نے تعلیم سکھائی قلم کے ذریعہ سے، انسان کو وہ تعلیم دی جس کو وہ نہیں جانتا تھا۔‘‘ سورۂ علق کی ان پانچ آیات میں تعلیم اور اس کے مشتقات اور اس کے اغراض و مقاصد کو کھلے انداز میں بیان کردیا گیا۔

امتِ محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کا رشتہ علم کے ساتھ ایسا وابستہ کردیا گیا ہے کہ وہ کبھی بھی چھوٹ نہیں سکتا، بالاضافہ اس بات کے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کائنات کی تمام مخلوقات پر جو فضیلت دی اس کا بنیادی سبب بھی علم ہی ہے، اسی بنا پر فرشتوں کو انسان کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا حکم دیا گیا، سورۂ بقرہ میں اس مکالمہ کا ذکر موجود ہے جو اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کے مابین ہوا، اللہ رب العزت نے جب فرشتوں کے علم کا امتحان لیا تو وہ عاجز ہوگئے اور حضرت آدم علیہ السلام کامیاب ٹھہرے، بالآخر فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا، یہ فضیلت ومنزلت علم ہی کی وجہ سے حاصل ہوئی کہ انسان مسجودِ ملائک بنا۔

سورۂ علق کی آیات میں واضح طور پر بتادیا گیا ہے کہ علم وہی علم ہے جس میں رب کائنات کی رضا کا حصول مضمر ہو۔ دنیا کا کوئی علم فی نفسہٖ مضر یا نقصان دہ نہیں ہے، ہاں! جب اس کی ٹہنی کو غیر اللہ کی جانب سے حرکت دی جائے گی، اور اس کو حاصل کرنے کا مقصد دنیا میں خود کو مستعلی کرنا ہوگا، ظلم وستم کا راستہ اختیار کرکے کمزور وناتواں لوگوں پر مصائب ڈھائے جائیں گے، یا علم کو حاصل کرنے کے بعد انسانیت کے حقوق کو غصب کیا جائے گا، یا علم کے آجانے کے بعد مادر پدر آزادی کی لہر کو فروغ دیا جائے گا، یا پھر اسلامی تعلیمات اور اس کی تہذیب وثقافت کو کمتر جانتے ہوئے غیر اللہ کی اندھی تقلید کی جائے گی تو ایسے میں لازم ہوگا کہ یہ علم فائدہ دینے کی بجائے انسانیت کو ہلاکت کی تہوں میں داخل کرنے کا موجب ہوگا، جیسا کہ عصر حاضر کا مشاہدہ بتاتا ہے کہ انسان نے خود ہی اپنی ہلاکت کا سامان تیار کرلیا ہے۔ پہلی و دوسری

جنگیں اس بات کی شہادت ہیں اور اسی طرح ایٹمی مواد کے تیار ہوجانے کے بعد دنیا کا ہر گوشہ غیر محفوظ ہوچکا ہے۔ اسی وجہ سے سورۂ علق کی پہلی دو آیات میں علم کے حصول اور اس کے عظیم رب کے ساتھ رشتہ و تعلق کی اہمیت کے ساتھ انسان کو بتادیا گیا ہے کہ انسان کو تکبر و گھمنڈ کا رویہ اختیار کرنے کی چنداں حاجت نہیں، کیوں کہ انسان کی اصل و اساس پانی کے ایک گندے قطرے کے بعد خون کے لوتھڑے سے زیادہ کچھ بھی نہیں، تاوقتیکہ وہ اپنی بعثت وتخلیق کے مقصد پر اپنی زندگی بسر کرنا شروع نہ کردے۔ قرآن میں بیان ہوا ہے کہ ’’ہم نے پیدا نہیں کیا انسان کو مگر اپنی عبادت کی خاطر۔‘‘ احادیث مبارکہ میں بھی حصولِ علم کی اہمیت اور اس کے مقصد و مطلب کو واضح کیا گیا ہے۔ ’’علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے‘‘..... ’’میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں‘‘..... ’’اے اللہ! علم نافع عطا فرما‘‘ جیسی بے شمار احادیث نبویہ اور دعائیں موجود ہیں۔

تیسری آیت میں بیان کردیا گیا ہے کہ پڑھنے کے بعد واجب ہے کہ ہم انسانیت کے ساتھ متواضع رویہ کو اختیار کرتے ہوئے ان کے ساتھ بھلائی و ہمدردی اور نیکی و تکریم کا تعلق استوار کریں، کیوں کہ جو علم اُسے دیا گیا ہے یہ علم کریم وعزت والے رب کی جانب سے ملا ہے، اس علم کو انسانیت کی خدمت اور ان کی دست گیری کا ذریعہ بنانا چاہیے، نہ کہ اس کے بعد انسان مارے غرور کے حیوانیت کا طریقہ اختیار کرتے ہوئے صرف اپنے مفادات کے تحفظ کو تو یقینی بنائے، چاہے اس کے سبب دوسروں کے گھر ویران و تاریک ہوتے ہوں، گویا کہ اس آیت میں اللہ رب العزت انسان کا تزکیہ فرمارہے ہیں کہ علم کے حصول کے بعد مادہ پرستی کا دامن نہ تھام لینا اور اس کے ساتھ سرکشی و بڑائی کو اپنا شعار نہ بنالینا، کیوں کہ اسی کے سبب شیطان کو تاقیامت مردود اور جن وانس اور کائنات کی تمام مخلوقات کی لعنت کا مستحق بنادیا گیا۔

چوتھی اور پانچویں آیت میں اول تو علم کے حاصل ہونے کے اہم ترین ذریعہ کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ آگے واشگاف الفاظ میں اللہ نے انسانیت کی استعداد و صلاحیت کی بنیاد کو بیان کردیا کہ جو کچھ تم جانتے ہو وہ ہم نے تم کو بتایا اور سکھلایا، وگرنہ تم تو جانتے ہی نہ تھے۔ اس بات کے بعد واضح ہوجاتا ہے کہ انسان کو اپنا سینہ اس بات پر چوڑا کرنا چاہیے جو اس کی اپنی تخلیق ہو اور وہ چیز کسی اور کے پاس موجود نہ ہو اور اس نے یہ کسی کی مدد ونصرت کے بغیر حاصل کیا ہو اور ایسا ہونا ممکن ہی نہیں، لہٰذا امر واقع ہے کہ انسان عاجزی کو اپنائے۔

مندرجہ بالا گزارشات کو درج کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اسلام وہ دین متین ہے جس نے نہ صرف علم کی اہمیت کو بانگ دہل بیان کیا اور اس کے حصول پر زور دیا، بلکہ اس کے حدود اربعہ کو بھی متعین کردیا کہ یہ حد فاصل ہے علم رحمانی اور علم شیطانی کے مابین۔ جو علم رحمانی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالے گا وہ ہمیشہ کے لیے کامیاب ہوجائے گا، ورنہ ابدی لعنت اور ناکامی کا مستحق ٹھہرے گا۔

اللہ جل جلالہٗ نے قرآن کریم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا ہے

www.banuri.edu.pk

کہ: ''ہم نے ''اُمِّیِّین'' (اَن پڑھ) میں رسول بنا کر بھیجا انہیں میں سے، وہ تلاوت کرتے ہیں آیات کی اور تزکیہ کرتے ہیں، تعلیم دیتے ہیں کتاب وحکمت کی....الخ'' اس آیت میں اور اس جیسی دیگر آیات میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار صفات کا ذکر کیا ہے جن کی تعلیم دینا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فریضہ میں شامل تھا۔

اول:.....آیات کی تلاوت۔ ثانی:.....تزکیہ۔

ثالث:.....تعلیم کتاب۔ رابع:.....تعلیم حکمت ودانشمندی۔

علم کا رشتہ جب تک تزکیہ کے ساتھ استوار وقائم رہے گا، اس علم کے ذریعہ انسان عروج کے اقبال تک پہنچے گا اور جب علم سے تزکیہ کے رشتہ کو کاٹ دیا جائے گا تو یہ علم ضلالت وگمراہی اور انسانیت کی کشتی کو ڈبو دینے کا سبب بھی بن جائے گا اور اس کے ساتھ ہی اللہ کی ناراضگی ہمیشہ کا مقدر بن جائے گی۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج کل کے تمام تعلیمی ادارے بالخصوص حکومتی وعصری تعلیمی اداروں کا رشتہ تزکیہ سے کٹا ہوا ہے، جس کا نتیجہ ہے کہ طالب علم استاذ پر دست درازی، والدین، اساتذہ، بڑوں، دوستوں اور رشتہ داروں کی عزت وتکریم سے تہی دامن ہو چکا ہے اور اسی کا بدیہی ومشاہداتی نتیجہ ہے کہ معاشرہ عدم اطمینان کی کیفیت سے دوچار ہے اور کرپشن، لوٹ مار، چور بازاری، دھوکہ دہی وبددیانتی کا رواج عام جاری وساری ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ علمی چوری، مالی خیانت جیسے گھناؤنے جرائم کو بھی عزت ومنزلت کے حصول کے لیے کرگزرنے میں کوئی حجاب نہیں کرتے۔ آئے روز اخبارات وٹی وی پر خبریں چلتی ہیں کہ فلاں مقام پر فلاں طالب علم یا فلاں طالبہ نے خودکشی کرلی ہے اور اس کے متعدد اسباب بیان کیے جاتے ہیں کہ محبت میں ناکامی پر یا گھریلو ناچاقی پر، شادی بالجبر کے اندیشے پر خودکشی کی گئی ہے، مگر ایک اہم نکتہ کو ہمیشہ نظروں سے اوجھل رکھا جاتا ہے کہ اس حد تک پہنچنے کا ذریعہ کونسا سبب بنا ہے؟ شاید کبھی کسی نے اس پر غور کرنا مناسب نہیں سمجھا، جبکہ بانجھ وغیر مؤثر اور ناکارہ تعلیم جو تزکیہ وتربیت سے خالی ہوگی کو حاصل کرنے والے طالب علم یا طالبہ سے آپ یہ کیسے امید رکھ سکتے ہیں کہ وہ اخلاقیات سے عاری سرگرمیوں اور یورپ ومغرب کی تقلید میں مشغول ہوتے ہوئے عشق ومعاشقہ کی لعنت سے دور رہ سکتے ہیں۔ تعلیم وہ مطلوب ہے جو تزکیہ وتربیت کے ساتھ مربوط ہو اور استاذ صرف کتاب کو رَٹوانے یا اَزبر کروانے اور امتحانات میں کامیابی کے چور راستے بتانے کا مکلّف نہیں، بلکہ یہ وہ منصب ہے کہ جس پر فائز ہونے والے کی ابدی کامیابی کا انحصار اور معاشرے کی ترقی وفلاح کا منبع تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ وطالبات ہوتے ہیں۔ اگر ان کی خط مستقیم پر رہنمائی ونگہبانی نہیں کی گئی تو مسلم معاشرہ ہمیشہ کی ذلت ورسوائی میں مبتلا ہوجائے گا، جس کا آغاز بڑی سرعت کے ساتھ ہو چکا ہے، اس کے سامنے بند باندھنے کا واحد ذریعہ تعلیم ہے اور وہ تعلیم جس کا تعلق ورشتہ تزکیہ وتربیت کے ساتھ اَٹوٹ ہو۔